

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلي الله علي سيدنا محمد و آله الطاهرين

”فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَ كَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ“ ہماری گفتگو اس آیت کریمہ کے بارے میں تھی، بحث اس میں تھی کہ ”يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ“ سے کیا مراد ہے؟ بیان ہوا کہ اس ”وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ“ سے مراد ظاہری چہرہ اور نشیمن گاہ نہیں ہے، بلکہ یہ کنایہ ہے پورے بدن کے لئے، یعنی پورے بدن پر مارا جائے گا اور بدن میں کوئی ایسا حصہ نہیں بچے گا جہاں مارا نہ ہو۔

اس کے بعد یہ گفتگو تھی کہ آیا کافر اور مشرک کا یہی ظاہری بدن ہے جس پر مارا جاتا ہے؟ یا نہیں بلکہ وفات پانے کے بعد ہی اور یہ ”وجوہ“ اور ”ادبار“ روح کے بارے میں ہے، وہاں پر یہ عرض ہوا کہ آیت شریفہ کا ظاہر یہ ہے کہ کفار اور مشرکین کی وفات پانے کی کیفیت یہ ہے کہ فرشتے انہیں مار مار کر ان کی جانیں نکل جاتی ہیں۔

اب یہاں پر بعض روایات میں ابن عباس یا دوسروں سے یہ نقل ہے کہ ”أَنَّ الْمَشْرِكِينَ كَانُوا إِذَا أُقْبِلُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ ضَرَبُوا وُجُوهَهُمْ بِالسَّيْفِ“ مشرکین جب مسلمانوں پر حملہ کرتے تو تلوار سے ان کے چہروں پر مارتے تھے ”وإذا ولو“ جب مسلمان فرار کرتے تو ”وإذا ولو“ ضاربوا أَدْبَارَهُمْ فلا جرم قابلہم اللہ بمثلہ فی وقت خروج أرواحہم ”انہیں ان کے پیچھے سے مارتے تھے، یہ بات صحیح نہیں ہے! واضح ہے کہ قابل قبول بات نہیں ہے، آیت میں کافر کے قبض روح کی وقت کی بات ہو رہی ہے اور وہاں تلوار سے مارنے سے اس کا کوئی ربط ہے۔

ابن عباس کے اس قول پر پہلا اشکال تو یہ ہے کہ یہ بات اس نے پیغمبر اکرم ﷺ سے نقل نہیں کیا ہے بلکہ اس نے اپنی طرف سے بولا ہے، اگر ہم ان کی تمام باتوں کو قبول بھی کر لے تو ان کی یہ بات تو صحیح نہیں ہے۔

ظالم، کافر اور مشرک کے قبض روح کے بارے میں مورد بحث آیت کریمہ کے علاوہ یہ آیات بھی ہیں: ”وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ وَ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ“ ”یک اور آیت یہ ہے“ ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا“ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا الزام لگائے ”أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ“ وہ کہتا ہے مجھ پر اس طرح وحی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں اس پر کوئی چیز وحی نہیں ہوئی ہے ”وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ“ اور جو یہ کہتا ہے کہ میں بھی خدا کی طرح کتاب نازل کر سکتا ہوں، مجمع البیان میں مرحوم طبرسی نے لکھا ہے: ”نزلت فی مسیلمۃ حیث ادعی النبوة“ یہ آیت کریمہ مسیلمۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اس نے نبوت کا دعوا کیا تھا، اور بعض دوسروں نے کہا ہے یہ آیت عبد اللہ بن سعد بن ابی صرح کے بارے میں ہے ”کان یکتب الوحی للنبی فکان اذا قال له اکتب علیماً حکیماً کتب غفوراً رحیماً“ عبد اللہ بن سعد بن ابی صرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا کاتب وحی تھا، جب پیغمبر اکرم نے اسے ”علیماً حکیماً“ لکھنے کو فرماتا تو وہ ”غفوراً رحیماً“ لکھتا تھا، یا پیغمبر اکرم ﷺ اسے ”غفوراً رحیماً“ لکھنے کا

فرماتے تو وہ "علیما حکیمًا" لکھتا تھا "وَارْتَدَّوْا لِحَقِّ بِمَكَّةَ" اس کے بعد وہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور دوبارہ مشرکین سے جاملے اور ان سے کہنے لگے: "سَأَنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ"۔

ہماری مورد بحث آیت کریمہ کا آخری حصہ ہے کہ فرماتا ہے: "وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ" ظالمین موت کی سختیوں میں ہیں، یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جو شخص ظالم ہو، فرق نہیں ظالم اعتقادی ہو جیسے کفار اور مشرکین کہ اعتقادی لحاظ سے ظالم ہیں، یا عمل کے لحاظ سے ظالم ہوں جیسے فاسق کہ بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، معاویہ اور اس کے تابعین اور پیروکار اس میں شامل ہیں 'غَمَرَاتِ الْمَوْتِ' موت کی سختیاں ہیں، "وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ" فرشتے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے کفار اور ظالموں سے کہہ رہے ہیں، "أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ" اپنی جان کو نکال لو، "الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ" "الیوم یعنی آج قبض روح کے دن تمہیں رسوا کرنے والی عذاب دیا جائے گا کہ روایات میں نقل ہوا ہے کہ جہنم سے ایک پینے والی چیز کولایا جائے گا اور اسے پلائے گا جس کی وجہ سے اس کی پیاس اور عطش قیامت تک باقی رہے گا، یہ سب اس لیے ہے کہ تم نے خدا سے جھوٹے بیانات نسبت دی اور الزامات لگائے "وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ" اور خدا کی نشانیوں سے انکار اور تکبر کیا تھا۔

اسی طرح یہ آیت بھی ہے "الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَمَ"۔

تفسیر برہان میں ایک مفصل روایت ہے آیت کریمہ کے مطالب واضح ہونے کے لئے اس میں سے بعض کو یہاں پر بیان کروں گا آیت کریمہ کا ظاہر یہی ہے کہ جب قبض روح شروع ہوتا ہے تو اسی وقت کافر کے ظاہری بدن پر مارا جاتا ہے اگرچہ ہم اس مارنے کو متوجہ نہ ہو جائے، بعض روایات میں ہے کہ بعض اوقات محتضر کے اطراف میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتنی آسانی سے جان دے دی، ان کو خبر نہیں ہے کہ اس محتضر کے ساتھ کیا گزر رہا ہے اور کتنی سختیوں سے وہ گزر رہا ہے، اس کی آواز کو ہم زندہ لوگ نہیں سن سکتے لیکن دوسرے سن رہے ہوتے ہیں، اسی وقت سے سخت عذاب میں مبتلاء ہوتے ہیں "وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ" موت کی سختیاں اسی قبض روح کے وقت سے ہی ہے، ساری پریشانیاں اسی وقت سے ہے، یہ روایت جابر بن یزید جعفی سے نقل ہے کہ جابر بن یزید جعفی ثقہ ہے، اگرچہ شہید صدر رضوان اللہ علیہ اپنے بحث اصول میں ان پر ایک اشکال کیا ہے لیکن ہم نے ان کی اس اشکال کا جواب دیا ہے، جابر بن جعفی امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ قَبْضَ الْكَافِرِ" جب خدا کسی کافر کا قبض روح کرنا چاہتا ہے "قَالَ يَا مَلِكُ الْمَوْتِ انْطَلِقْ أَنْتَ وَأَعْوَانُكَ إِلَىٰ عَدُوِّي" ملک الموت سے فرماتا ہے: تم اپنے اعوان وانصار کے ساتھ میرے دشمن کے پاس چلے جاؤ "فَإِنِّي قَدْ أُنَبِّئُكَ فَأَحْسَنْتَ الْبَلَاءَ وَ دَعَوْتُهُ إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ فَأَبَىٰ" میں نے اسے اسلام اور بہشت کی طرف دعوت دی، وہ خود اس طرف نہیں آیا ہے "إِلَّا أَنْ يَشْتَمَنِي وَ كَفَّرَ بِي وَ بِنِعْمَتِي" اس نے مجھ سے بدزبانی کی اور میری نعمتوں کو فراموش کیا "وَشْتَمَنِي عَلَىٰ عَرْشِي" میرے اتنی عظمت اور قدرت کے باوجود اس نے مجھے گالی گلوچ دی "فَأَقْبِضْ رُوحَهُ حَتَّىٰ تَكْبُهُ فِي النَّارِ" اس کے روح کو قبض کر لو کہ اسے جہنم میں ڈال دیں "فَيَجِيئُهُ مَلَكُ الْمَوْتِ" اس وقت ملک الموت اس کے پاس آتا ہے "بِوَجْهِهِ كَرِيهِ كَالِحٍ" ایک بہت ہی ترش رو چہرہ کے ساتھ اس کے پاس آتا ہے "عَيْنَاهُ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ" اس کافر کے لئے ملک الموت کی آنکھیں گرج چمک کی طرح ہے ایسی گرج کہ اسے حیران و سرگردان کرے "وَصَوْتُهُ كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ" اور اس کی ایک ڈراؤنی آواز ہے "لَوْنُهُ كَقِطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ" اس کا رنگ رات کی تاریکی کی طرح سیاہ ہے "نَفْسُهُ كَلَهَبِ النَّارِ" وہ جو سانس لے رہا ہوتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے زبان سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہو "رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَ رِجْلُ فِي الْمَشْرِقِ وَ رِجْلُ فِي الْمَغْرِبِ وَ قَدَمَاهُ فِي الْهَوَاءِ مَعَهُ سَفُودٌ كَثِيرٌ الشَّعْبِ" سر آسمان پر اور ایک پاؤں مغرب کی طرف اور دوسرا پاؤں درمیان میں لٹکے ہوئے "مَعَهُ خَمْسُمِائَةِ مَلَكٍ أَعْوَانًا" اس کے ساتھ اس کے پانچ سو (۵۰۰) ساتھی ہیں "مَعَهُمْ سَيَاطُ مِنْ قَلْبِ جَهَنَّمَ" اور ان میں سے ہر ایک جہنم سے ایک نیزہ ساتھ لیا ہوا ہے۔

ان سب کے ساتھ جہنم کا خزانہ دار فرشتہ بھی آتا ہے "يُقَالُ لَهُ سَحَقَطَائِيلُ" جس کا نام سحقاتیل ہے "فَيَسْفِيهِ شَرِبَةً مِنَ النَّارِ لَا يَزَالُ مِنْهَا عَطْشَانًا حَتَّىٰ يَدْخُلَ النَّارَ" اور اسے ایک شربت پلاتا ہے جو اسے بہت ہی پیاسا کرتا ہے اور جہنم میں داخل

ہونے تک ایسا ہی رہے گا" **فَإِذَا نَظَرَ إِلَى مَلِكِ الْمَوْتِ شَخْصَ بَصَرُهُ وَطَارَ عَقْلُهُ** جب ملک الموت اس شخص کی طرف دیکھتا ہے تو یہ حیران اور سرگردان اور پاگلوں جیسا ہو کر کہتا ہے: **"يَا مَلِكُ الْمَوْتِ ارْجِعُونِي قَالَ فَيَقُولُ مَلِكُ الْمَوْتِ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاتِلُهَا"** اے ملک الموت مجھے واپس پلٹا دو، اس وقت ملک الموت کہے گا: یہ ہرگز نہ ہونے والا کام ہے، یہ تمہاری بیہودگی ہے جو زبان سے جاری کر رہے ہو **"فَيَضْرِبُهُ بِالسُّفُودِ ضَرْبَةً فَلَا يَبْقَى مِنْهُ شُعْبَةٌ إِلَّا أَنْشَبَهَا فِي كُلِّ عِرْقٍ وَمَفْصِلٍ"** ملک الموت لوہے کے سوئیوں والی ایک صفود سے اس کافر کے بدن پر اس طرح مارتا ہے کہ بدن کا کوئی نص باقی نہیں بچتا جس میں یہ سوئی داخل نہ ہوئی ہو! **"ثُمَّ يَجْذِبُهُ جَذْبَةً فَيَسْلُ رُوحَهُ مِنْ قَدَمَيْهِ بَسْطًا"** جب اس کافر کو اس چیز سے مارتا ہے اس کے بعد جلدی جلدی سے نکالنا شروع کرتا ہے **"فَإِذَا بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ"** اسی دوران اس کا روح نکل کر اس کے رانوں تک پہنچ جاتا ہے **"أَمْرًا عَوَانَهُ فَأَكْبُوا عَلَيْهِ بِالسَّيَاطِ ضَرْبًا"** روایت کا ظاہر یہ ہے کہ پہلے خود ملک الموت شروع کرتا ہے جب روح کچھ نکل جاتا ہے اور رانوں تک پہنچ جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے اب تم مارنا شروع کرو **"ثُمَّ يَرْفَعُهُ عَنْهُ فَيَذِيقُهُ سَكَرَاتِهِ وَغَمَرَاتِهِ قَبْلَ خُرُوجِهَا"** اس طرح بدن سے روح نکلنے سے پہلے وہ سكرات موت اور موت کی سختیوں کو تحمل کرتا ہے **"كَأَنَّمَا ضَرْبٌ بِأَلْفِ سَيْفٍ"** گویا ہزار تلواروں سے اس کے بدن پر مارا ہے **"فَلَوْ كَانَ لَهُ قُوَّةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَأَسْتَكَى كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلَى حِيَالِهِ"**۔

یہ سب قرینہ ہے آیت کریمہ کے لئے کہ اس میں **"يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ"** سے مراد پورا بدن ہے اگر یہ روایت نہ ہوتی تب بھی خود آیت کریمہ سے یہی استفادہ ہوتا تھا کہ **"يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ"** اسی ظاہری بدن کی نسبت ہے اور سورہ انعام کی آیت جو بیان ہوا اس میں سارے ظالمین شامل ہیں یہ صرف کفار اور مشرکین سے مخصوص نہیں ہے، اگرچہ اس روایت میں کافر کے قبض روح کی بارے میں بتایا ہے، البتہ یہ واضح ہے کہ کافر کا قبض روح دوسروں سے زیادہ شدید ہے، لیکن یہ سب مراتب کے اختلاف کے ساتھ آیات کریمہ میں شامل ہیں۔

حقیقتاً ہم بہت سارے مطالب سے بے خبر ہیں؛ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ مؤمن کے قبض روح کیسے ہوگا، کافر کا قبض روح کیسے ہے؟ فقط انہیں روایات سے ہم ان کے بارے میں کچھ جزئیات کو جان لیتے ہیں **"فَإِذَا أُتِيَ بِرُوحِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا أُغْلِقَتْ عَنْهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ"** جب اس کی روح کو دنیا کے آسمان پر لے جاتے ہیں تو آسمانوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ سورہ اعراف میں ہے **"لَا تَفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ"** آسمان سے خطاب آتا ہے **"يَقُولُ اللَّهُ رُدُّوْهَا عَلَيْهِ"** اسے اسی زمین کی طرف واپس پلٹا دو **"فَمِنْهَا خَلَقْتَهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى"**

ہم نے عرض کیا **"الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ"** یہ آیت کریمہ مستکبرین کے بارے میں ہے اور **"وَلَوْ تَرَى إِذِ يَتَوَفَّي الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ"** کافروں کے بارے میں ہے، لیکن یہ آیت کریمہ **"فَكَفَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ"** قبض روح کرنے کے لئے فرشتے انہیں مارتے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ان باتوں کی اتباع کیا ہے جو خدا کو ناراض کرنے والی ہیں، اور خدا کو ناراض کرنے والے کاموں کو انجام دیا ہے اور خدا کے پسندیدہ امور کو ترک کیا ہے، بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ان کی چہروں پر اس وجہ سے مارتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کی طرف روکیاتھا، گناہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں خدا کی ناراضگی ہے، شرک، فسق اور ہر گناہ خدا کے غضب اور ناراضگی کا سبب ہے اسی وجہ سے ہے کہ بعض روایات میں ہے کبھی بھی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو کیونکہ ممکن ہے اسی چھوٹے گناہ میں خدا کی ناراضگی ہو، اگر انسان کوئی ایسا کام انجام دے جس میں خدا کی ناراضگی ہو تو قبض روح کے وقت وہ ایسے ہی عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور اگر کسی کام میں خدا کی خوشنودی ہو اور اسے انجام نہ دے تو وہ بھی قبض روح کے وقت اسی طرح کے عذاب کا مستحق ہو گا، آیت کریمہ میں **"ذَلِكَ"** علت ہے، کیوں ان کے چہروں اور پشت پر مارا جاتا ہے؟ **"لأنهم عملوا بالتبعوا ما أسخط الله"** کیونکہ انہوں نے ایسے کام کو انجام دیا ہے جس میں خدا کی ناراضگی ہے، یہ تعلیل عام ہے یعنی جو بھی ایسا کام انجام دے جس میں خدا کی ناراضگی ہو اسے ایسی ہی عذاب کے لئے تیار ہونا چاہئے کہ مرتے وقت وہ ایسی ہی بلاؤں میں گرفتار ہوں گے، اسی طرح یہ آیت بھی ہے: **"وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ"** امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ فرماتا ہے: **"ومن ادعى امام دون الامام"** جو شخص امام نہیں ہے اور امامت کا دعوا کرے، یہ بولے کہ میں خدا کی طرف

سے امام ہوں، وہ بھی اسی عذاب کا مستحق ہے، امام نے ایک واضح مصداق کو بیان فرمایا ہے، میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ آیت کریمہ سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز کو اسلام کے ساتھ لگا لیں اور یہ بولیں کہ اسلام یہ بتاتا ہے لیکن حقیقت میں اسلام میں کوئی ایسی چیز نہ ہو، چونکہ فرماتا ہے **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا** قرآن کریم میں ایک بہت ہی اہم چیز جو خدا کی ناراضگی کا سبب ہونے کو بتایا ہے یہ ہے کہ انسان خدا سے جھوٹا الزام لگائے اور کسی حلال چیز کو حرام قرار دے اور کسی حرام کو حلال قرار دے ۔

اس مطلب کو ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ **”لَا تَنْهَمُ عَمَلُوا اتَّبِعُوا مَا اسْخَطَ اللَّهُ“** اس کا ایک مصداق **”مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا“** ہے یعنی خدا کو ناراض کرنے والی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ جاہل انسان جو دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا وہ یہ بولے کہ اسلام یہ بتاتا ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ بہت زیادہ واقع ہوا ہے ایک طلبہ جو طلبگی کے ابتدائی سالوں میں ہے وہ اگر فتوا دینا چاہئے، تو اسی **”عَمَلُوا اتَّبِعُوا مَا اسْخَطَ اللَّهُ“** کے مصداق میں سے ہوگا، اس کا فتوا بغیر علم ہے، اس مسئلہ کے بارے میں اس نے کچھ پڑھا ہی نہیں ہے یا پڑھا ہے تو غور و فکر نہیں کیا ہے تحقیق نہیں ہوا ہے اور فتوا دیں تو **”افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا“** کے مصداق بن جائے گا ۔

البتہ بعض فقہاء اور مجتہدین ہیں کہ ذہن میں موجود قواعد اور اصول کے مطابق ایک نتیجہ لیتا ہے اور فتوا دیتا ہے تو یہ فتوا بغیر علم نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ ہے لیکن جو شخص ان چیزوں کو نہیں جانتا، مثلاً حجاب کے بارے میں بعض نے یہ بتایا کہ قرآن کریم میں چادر کے نام سے کوئی چیز نہیں ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حوزہ علمیہ سے بھی بعض طلاب نے ایسا بیان دیا تھا، یقیناً ہمیں ان افراد کے آئندہ کے بارے میں خوف ہونا چاہئے، ایک جواب طلبہ جو اپنی ابتدائی جوانی کے دور میں یہ بتائیں کہ قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، اور اس باطل مطلب کی تائید کرے، درحالیکہ قرآن کریم میں صریحاً سورہ مبارکہ احزاب میں خدا نے چادر کے بارے میں بیان فرمایا ہے تو یہ سب **”مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا“** کے مصداق میں سے ہیں۔

پس نتیجہ یہ ہوا کہ ہم آیت کریمہ کے ذیل سے یہ استفادہ کرتے ہیں کہ قبض روح کے وقت کی یہ سختیاں صرف مشرک اور کافروں کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ ان سب کے لئے ہیں جو خدا کو ناراض کرے اور کوئی ایسا کام انجام دیں جس میں خدا کی ناراضگی ہو ۔

و صلي الله علي محمد و آله الطاهرين